© rasailojaraid.com

تفسیر امام ابو منصور ماتریدی

امام الہدیٰ ابو منصور محمد بن محمد بن محمود حنفی ماتریدی سمرقندی (المتوفی ۳۳۳ / ۹۴۴) اہل السنہ والجماعہ کے سرخیل اور علم عقائد میں امام ابوالحسن اشعری (المتوفی سن ۹۴۱ / ۳۳۰) کے شریک کار اور متکلمین احناف کے پیش رو اور امام سمجھے جاتے ہیں۔ ایران و ممالک عربیہ میں جو حیثیت امام ابو الحسن اشعری کو حاصل تھی ، ماوراءالنہر اور پورب کے ممالک میں وہی حیثیت امام ماتردی کو حاصل تھی ۔ اور عقائد میں دوسرے فرق اسلامیہ کے مقابلے میں جمہور اہل اسلام انہی دونوں اماموں کے قرآن و احادیث سے استنباط کئے ہوئے عقائد کے حامل ہیں۔ جس طرح عبادات کے ادا کرنے کے ظاہری طریقوں میں کچھ جزئیات کی وجہ سے لوگ چار مذاہب ، حنفی ، شافعی ، مالکی اور حنبلی کے مطابق عمل پیرا ہیں ، اسی طرح خدا کی ذات اور صفات، انسانی اعمال ، نبوت و امامت وغیرہ جیسے مسائل کی جزئیات میں مختلف عقیدہ رکھنے کے لحاظ سے لوگ مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔ معتزلہ نے صفات خداوندی کا انکار کیا اور ساری صفات کو "کرشمۂ ذات" سمجھا ۔ شیعوں نے امامت کو نبوت کے بعد لازوال حیثیت دیدی ۔ غرض مختلف نظریوں اور عقائد میں لوگ افراط و تفریط اور غلو کے مرتکب ہوئے اور شیعہ ، خوارج ، جمہور اہل سنت ، معتزلہ، جہمیہ ، مجسمہ اور مرجئہ وغیرہ فرقوں میں بٹ گئے ۔ ہر فرقہ اپنے دلائل قرآن پاک اور احادیث نبوی سے اخذ کرنے میں کوشاں رہا ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جادۂ مستقیم پر چلنے کے لیے قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری تھا ، اور ان کی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے کتاب اللہ کو سمجھنا سب پر مقدم سمجھا گیا ، شروع اسلام میں قرآن حکیم کے معانی صحابۂ کرام کی روایتوں تک محدود رہے ، غیر عرب جب دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے تو نحویوں نے لغت اور زبان کے قواعد کے مطابق قرآن کے معانی کی تشریح کی ۔ اور دوسری تیسری صدی ہجری میں ہر بڑا نحوی معانی القرآن کی تالیف و تدوین میں منہمک نظر آتا ہے ۔ فراء اور زجاج کے معانی القرآن ہمارے ہاتھوں میں ہیں ، لغت و روایت پر مبنی حضرت ابن عباس اور دوسرے صحابہ کی روایتیں آج تک محفوظ ہیں ، تفسیر ابن عباس ، تفسیر مجاهد، تفسیر ثوری وغیرہ شواھد موجود ھیں ، اور یہ کہنا صداقت سے بعید نہیں معلوم ہوتا کہ تاریخ اسلام کی اولین دو صدیوں کی تفسیری روایات وتحریرات کا معتدبہ حصہ امام ابو جعفرطبری (المتوفی سن ۳۱۰/۹۲۳) کی تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن میں محفوظ ہے ، اور اگرچہ بعد کے مفسرین نے اس مشہور زمانہ تفسیری دائرۂ معارف سے بڑی حد تک خوشہ چینی کی ہے ، مگر بہت سی تفسیروں کی امتیازی خصوصیات نے ان کو بقاء دوام بخشا ، ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر زمخشری (المتوفی سن ۵۳۸ / ۱۱۴۴) کی الکشاف عن حقائق التنزیل ، قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی (المتوفی سن ۶۸۵ /۱۲۸۲ء) کی أنوار التنزیل واسرار التاویل اور تفسیر ابن کثیر وغیرہ کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ محتاج بیان نہیں ،

طبری کے معاصر امام ماتریدی کی شہرت علم کلام کی تاریخ میں اگرچہ محتاج بیان نہیں ۔ لیکن ان کے قلمی کارنامے آج تک ناپید رہے ، ان کی معرکۃ الاراء تفسیر جس کا نام تاویلات اھل السنۃ ہے، ابتک لوگوں کی دسترس سے باھر ہے۔ کتاب التوحید ، کتاب المقالات ، کتاب رد اوائل الأدلۃ للکعبی اور کتاب بیان وھم المعتزلہ انکی دوسری تالیفات ھیں، جنکا ذکر صرف فہارس کتب میں ملتا ہے ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سنہ۱۹۶۰ء میں ادارۂ تحقیقات اسلامی کے لئے جامعۃ الدول العربیہ ، قاہرہ سے تقریباً پونے دو صد نوادرات کا انتخاب عمل میں آیا ، ان میں تاویلات اہل السنہ کا مخطوطہ بھی شامل تھا۔ یہ فلم اگرچہ دارالکتب المصریہ کے مصورہ نسخے کا ہے، مگر یہ نسخہ درحقیقت استامبول کے نہایت عتیق نسخے کی تصویر ہے۔ ہمارے علم میں اسکے دو اور نسخے ہیں ، ایک استامبول میں اور دوسرا بانکی پور ، انڈیا ، کے قومی کتبخانے میں ۔ اس کتاب کی تحقیق و تعلیق کا خیال برابر پیش نظر رہا، مگر کسی دوسرے مخطوطے کی تصویر حاصل کئے بغیر اس کی تصحیح و تحقیق دشوار نظر آئی ،

کتاب کی افادیت کے پیش نظر آخر یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ عربی نص کے ساتھ اردو ترجمہ بھی فکرونظر کے قارئین کے لئے بالاقساط شایع کیا جائے ۔ ابھی سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا اردو ترجمہ پورا بھی نہ ہو پایا تھا کہ خبر ملی اس تفسیر کی پہلی جلد کو المجلس الاعلی للشئون الاسلامیہ قاہرہ نے شایع کردیا ہے۔ اور بقیہ جلدیں زیر طبع ہیں ۔ الحمدللہ کہ یہ تفسیر اب جلد ہی یہاں کے علماء کو بھی دستیاب ہو جائیگی۔

امام ابومنصور ماتریدی

امام ماتریدی کی نسبت سمر قند کے محلہ ماترید کی طرف ہے ، جسکی اصل ماتریت کی تے حرف دال سے بدلی ہوئی ہے ۔ فقہ کی تحصیل امام محمد شیبانی رح کے شاگرد ابو سلیمان جوزجانی کے شاگرد ابوبکر احمد جوزجانی سے کی۔ اسوقت علم کلام علم فقہ کا جز سمجھا جاتا تھا ، چنانچہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الفقہ الاکبر علم کلام کے مسائل پر مشتمل ہونے کے باوجود ''فقہ اکبر'' کہلائی ۔

انکی علمی شہرت ایسی ہوئی کہ حکیم قاضی اسحاق بن محمد سمرقندی ، علی رستغفنی اور ابو محمد عبدالکریم بن موسی بزدوی جیسے یگانۂ روزگار علماء نے فقہ میں ان سے استفادہ کیا ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کا ذکر مختصر طور پر حسب ذیل کتابوں میں ملتا ہے :

(۱) الفوائد البہیہ ص ۱۹۵ - مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۲۱ ، الجواہر المضیئہ ج ۲ ص ۱۳۰ ، فہرس المؤلفین ص ۲۶۴ ، کشف الظنون ص ۳۳۵ ، اور بروکلمن ج ۱ ص ۲۰۹ (۱۹۵) ضمیمہ ج ۱ ص ۳۴۶ ،

یہ حقیقت ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے رسائل جنہیں انہوں نے وقتاً فوقتاً اپنے تلامذہ کو املا کرایا مثلاً الفقہ الاکبر ، الرسالہ ، الفقہ الابسط اور کتاب العالم والوصیہ ان کی روایت بیسیوں علماء نے کی اور ان روایتوں کے مطابق لوگوں نے اپنے اپنے معتقدات کو درست کیا۔ امام ابو منصور ماتریدی نے اپنی سند سے ان رسائل کی روایت کی ہے ، اور اہل سنت کے اعتقادات کی شرح میں ان سے کام لیا ہے۔ اگرچہ بعض معتزلہ نے امام صاحب کی طرف ان رسائل کی نسبت سے انکار کیا ہے ، مگر کبارعلماء کی اجماعی تصدیق معتزلہ کے خلاف ثابت ہے ، اور بالاتفاق ان کی نسبت کی صحت پر مہر تصدیق ثبت ہے ۔ غرض خلیفۂ مامون الرشید کے عہد کی جابرانہ کاوشوں سے اہل اعتزال کا دامن پاک نہیں کیا جاسکتا ۔ یہ حقیقت ہے کہ اہل اعتزال نے اپنے معتقدات کے قبول کرنے پر لوگوں کو مجبور کرنے کی بے جا کوشش کی۔ ان کے مظالم اور جبر و تشدد کا جواب اہل السنہ والجماعہ نے جس طرح دیا وہ بھی تاریخی حقیقت ہے ۔ علمی اور تنقیدی جوابات کتب کلامیہ میں بالتفصیل درج ہیں ، البتہ انیسویں صدی میں جب معتزلہ کی تاریخ لکھی جانے لگی تو غیر مسلم مستشرقین نے معتزلہ کی دانش پسندی کا حد سے زیادہ چرچا کیا ، اور انکی مظلومیت کی شہادتیں نمایاں طور پر پیش کرنے لگے ، اور اس بات پر تاسف کا برابر اظہار کیا جاتا رہا کہ معتزلہ کی کتابیں ساری برباد کردیگئیں ، اور اب انکی آراء جو کچھ محفوظ ہیں وہ اکثر و بیشتر اشاعرہ اور اہل السنہ والجماعہ کی تالیفات میں مدفون ہیں، صرف لے دے کر کتاب الانتصار اور طبقات المعتزلہ دست برد زمانہ سے بچگئی ہیں ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہر حال بیسویں صدی میں قاضی عبدالجبار معتزلی کی أمالی ، فتاوی ، نیز احادیث کی شرحین طبع ہوکر اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں ۔ کچھ مخطوطات کی شکل میں دریافت ہو چکی ہیں ۔ یہ کتابیں علامۂ زمخشری کی مشہور تفسیر الکشاف کے علاہ ہیں، جس میں علامہ نے جابجا حسب موقعہ اپنے معتقدات کی تشریح کی ہے ، جیسا کہ قبل اشارہ کیا جاچکا ہے ، یہاں یہ نکتہ ذہن نشین رہے کہ چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ الفقہ الاکبر میں قدریہ (جو بعد میں معتزلہ کہلائے) کا رد لکھا ، اسلئے امام صاحب کیطرف اس کتاب کی نسبت کو مشتبہ قرار دینے کی ہر طرح کوشش کی گئی ، لیکن اہل حق علماء نے اس بات کی تصریح کردی کہ یہ کتاب خود امام صاحب کی اسلا کی ہوئی ہے ، اصول الدین (ص۳۰۸) میں امام عبدالقاہر بغدادی شافعی لکھتے ہیں :

" و اول متکلمیھم من الفقہاء و ارباب المذاھب ابو حنیفۃ والشافعی ، فان اباحنیفۃ لہ کتاب فی الرد علی القدریۃ ، سماہ " الفقہ الاکبر " ، ولہ رسالۃ املاھا فی نصرۃ قول اھل السنۃ : ان الاستطاعۃ مع الفعل " الخ ۔ " فقہاء اور ارباب مذاہب کے متکلمین میں سب کے پیشرو ابو حنیفۃ اور شافعی ہیں ، قدریہ کے رد میں ابو حنیفہ کی ایک کتاب ہے جسکا نام ' الفقہ الاکبر ' ہے ، انکا ایک اور رسالہ ہے جس کو اہل سنن کے قول کی تائید میں املا کیا ، کہ استطاعت فعل کے ساتھ پائی جاتی ہے " الخ ،

اسی طرح امام ابو المظفر اسفرائینی شافعی اپنی کتاب التبصیر (ص۱۱۳) میں امام صاحب کے سارے رسائل کا بالتفصیل ذکر کرتے ہیں ،

امام ابو منصور ماتریدی جو امام الھدیٰ کے لقب سے مشہور ہیں امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کے عقاید کی تفصیل بڑی وضاحت کے ساتھ عقل و نقل کی روشنی میں بیان کرتے ہیں ، انہوں نے کسی نئے عقیدے کی ایجاد نہیں کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور انہی عقاید کا تجزیہ اور تثبیت کی جنکو امام ابو جعفر طحاوی نے اپنے رسالۂ عقیدہ میں بیان کیا ہے ، اس رسالے کے نام سے اس کا مضمون واضح ہے ، ''بیان عقیدۃ فقہاء الملۃ : ابی حنیفۃ و ابی یوسف و محمد بن الحسن ، رحمہم اللہ '' ۔ اس رسالے میں حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ مسائل ، صحابۂ کرام اور تابعین کے مسلک وغیرہ بیان کئے گئے ہیں جو اہل سنت کے عقائد سمجھے جاتے ہیں ، معتزلہ کے خلاف امام ابو الحسن اشعری نے اہل سنت کے عقاید کو بالتفصیل بیان کیا، جنکی اشاعت زیادہ تر ایران و ممالک عربیہ میں ہوئی ، اور ماوراء النہر میں امام ابو منصور ماتریدی کی تشریحات عام طور پر مقبول ہوئیں۔

امام اشعری اور امام ماتریدی کے عقاید اصول میں متفق ہیں ، صرف پچاس جزوی مسائل میں بظاہر معنوی اختلاف معلوم ہوتا ہے ، اور یہ اختلاف اسقدر خفیف ہے کہ کسی فساد کا شائبہ نہیں ، اور یہ دونوں کے یہاں موجب فساد نہیں سمجھے جاتے ہیں ، ان مسائل کا تفصیلی جائزہ علامہ کمال الدین احمد البیاضی الحنفی (گیارھویں صدی ھجری کے ایک مشہور عالم) کی اشارات المرام من عبارات الامام (تحقیق یوسف عبدالرزاق ، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی مصر) اور علامہ الحسن بن عبدالمحسن المشہور بابی عذبہ کے رسالہ الروضہ البہیہ فیمابین الاشاعرہ والماتریدیہ (مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد ۔ دکن ۱۳۲۲ھ) میں موجود ہے۔ اور یہ دونوں کتابیں عام طور پر دستیاب ہیں ، اسلئے صرف ایک مثال کی وضاحت پر اکتفا کیا جاتا ہے : ایمان کے اظہار میں استثناء استعمال کیا جائے یا نہیں ، اس باب میں لوگوں کی رائیں مختلف تھیں اہل حدیث اور امام ابوالحسن اشعری کی رائے میں استثناء استعمال کیا جائے ، اور ایمان دار کو کہنا چاہیئے : انا مؤمن ان شاء اللہ (ان شاء اللہ میں مؤمن ہوں)۔ امام ابو حنیفہ اور جمہور اہل سنت کے یہاں استثناء کے ذکر کی ضرورت نہیں، ایک مؤمن کہہ سکتا ہے : انا مؤمن حقاً (میں حقاً اور یقیناً مؤمن ہوں) ۔ تائید میں اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعالیٰ کا قول : اولئك هم المؤمنون حقا ، (وہ لوگ حقاً ایمان دار ہیں) ہے ، اسی طرح حضرت حارثہ والی حدیث ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حارثہ سے پوچھا ، کیف اصبحت ، (تم نے صبح کسطرح کی). انہوں نے جواب دیا : اصبحت مومنا حقا (میں نے صبح کی حقاً مومن کی حیثیت سے). حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کو نا پسند نہیں کیا ۔ اہل حدیث اور اشاعرہ کے خیال میں کسی شخص کا 'حقا، کہنا در حقیقت غیب پر حکم لگانا ہے جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کے لئے سزاوار نہیں ، کیونکہ کسی کو معلوم نہیں کہ عنداللہ ایمان کا دعویدار واقع میں مومن ہے ، یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص 'انامومن حقا، کہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کفر کی حالت میں مرے ، اسلئے اللہ کے علم کے خلاف دعویٰ کرنا درست نہیں ، پس إن شاءاللہ کی قید ان کے نزدیک مستحسن ہے ،

تاویلات اهل السنة

امام الہدیٰ ابو منصور ماتریدی کی تفسیر میں آیات قرآنی اور آثار نبوی کی روشنی میں فقہی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے ، اور الفاظ عربیہ نیز لغوی اصطلاحات کے معانی کی تعیین خود قرآن حکیم کے الفاظ اور عربوں کے استعمال کے مطابق عمل میں آئی ہے ، فقہی مسائل میں وہ مسائل بھی آجاتے ہیں جنکا تعلق عقیدہ سے سمجھا جاتا ہے ۔ در حقیقت فرائض واجبات وسنن کی ادائیگی کا دار و مدار ایمان و عقیدے کی درستگی نیز پختگی پر ہے ، اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل اعتقادیہ کو 'فقہ اکبر، کہا ہے ۔ اس تفسیر سے پیشتر ایسی کوئی تفسیر نہیں ملتی جس میں خاص طور پر احکام شرعیہ کے اسباب و علل کا جایزہ فقیہانہ اور حکیمانہ انداز میں لیا گیا ہو ، سورۂ فاتحہ کی تفسیر قارئین کے سامنے ہے ۔ تفسیر طبری میں ان سارے آثار و روایات کو بیان کردیا گیا ہے جو اس سورہ کے الفاظ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اور مختلف اسناد کے ساتھ مجامیع حدیث میں موجود ہیں ۔ آخر میں اس سورہ کی آیات کی خدائی تقسیم والی حدیث بیان کی گئی ہے ، اس حدیث کا ذکر امام ماتریدی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے کئی بار کہا ہے ، اور بھی ایک مضمون ہے جو دونوں کی تفسیروں میں مشترک ہے،

امام ماتریدی نے اخفاء بسم‌اللہ کی وجہ حکیمانہ طور پر آثار نبوی کی روشنی میں بیان کی ہے ، ساتھ ھی حمد باری تعالیٰ کے ساتھ کتاب الٰہی کے آغاز کی وجہ بھی بیان کی ہے ، یہ مضامین ایسے ھیں جو نہ تفسیر طبری میں ھیں اور نہ تفسیر کشاف میں ، یہ واقعہ ہے زمخشری نے اشتقاق لغت ، اعراب اور اعجاز القرآن بیان کرنے میں جو محنت کی ہے وہ دوسری تفسیروں میں نہیں - ساتھ ھی مختصر طور پر فقہی مذاھب بھی بیان کرتے گئے ھیں اور انہی خصوصیات کی بنا پر انکی تفسیر زندہ جاوید ہے - امام ماتریدی نے اشتقاق الفاظ اور لغوی اصطلاحات کے ساتھ زیادہ توجہ فقہی مسائل کی توضیح میں صرف کی ہے اور خاص طور پر حنفی مسلک کی ترجیح کے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ھیں، اور یہ خصوصیت اتنی نمایاں طور پر کسی دوسری تفسیر میں نہیں ملتی -

تفسیر کے نسخے

پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ اس تفسیر کے چند نسخے استامبول اور بانکی پور انڈیا ، کی لائبریریوں میں موجود ھیں ، سورۂ فاتحہ کی تفسیر اس نسخے کی تصویر پر مبنی ہے جو کتبخانہ کوپریلی میں رقم ۴۷ کے تحت استامبول میں محفوظ ہے اور ساتویں صدی کا لکھا ھوا ہے ،

مکتبۂ حمیدیہ (رقم ۳۰) اور مکتبۂ آغا بشیر (رقم ۹) ، استانہ (استامبول) کے علاوہ حسب ذیل کتبخانوں میں بھی اسکے نسخے ملتے ھیں :

(۱) نیشنل لائبریری ، بانکی پور ، رقم ۲۹۴ ، ساتویں صدی کا لکھا ھوا نسخہ ہے ،

(۲) مکتبۂ محمودیہ (تذکرۃالنوادر ص ۱۷) -

(۳) مکتبۂ الحرم المکی ، (ایضا) ،

* * * *

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آج اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے : کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کی اتنی کثیر تعداد ہونے کے باوجود اقوام عالم میں انکی حیثیت ایک نہایت پس ماندہ قوم کی ہے ؟ اور یہ قوم کسی طرح بھی کسی میدان میں نمایاں نہیں ، اسلامی حکومتیں بھی ہیں ، مختلف اسلامی ممالک میں پٹرول اور دوسرے معدنیات کی فراوانی بھی ہے ، بحراطلانتک سے لیکر بحرالکاھل میں انڈونیشیا اور فلپائن کے جزائر تک مسلمانوں کی آبادیاں اور حکومتیں ہیں ، با وجود ان حقایق کے مسلمان حکومتیں ہر طرح مغربی یا اشتراکی اقوام کے زیر بار احسان ہیں ،

جو اب میں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کم و بیش اسلام کے نام لیواء الاماشاء اللہ، آج برائے نام اسلام سے نسبت رکھتے ہیں، قرآن حکیم کی تعلیمات کو یہ بھلا چکے ہیں ، اور آج مغربی ثقافت کا بھوت ان کے سر پر اسقدر سوار ہے کہ عموماً اسلامی تعلیمات اور اسلامی احکام کو ناقابل عمل اور فرسودہ سمجھتے ہیں ، جسکا نتیجہ ہے کہ ہر طبقے کا مسلمان ، چاہے وہ حکمران اور مالدار ہو ، یا محکوم و نادار ، پرانی تہذیب کا گرویدہ ہو یا نئی تہذیب کا خوگر ، مدارس کا سندیافتہ ہو یا جامعات کا تعلیمیافتہ ، شہری ہو یا دیہاتی۔ سب کے سب کم و بیش مغربی اقدار کے حامل ، اور اسلامی احکام سے غافل ہیں ان میں حلال و حرام کی تمیز باقی رہی ہے نہ حق و ناحق کی تفریق ، اور جب یہ بنیادی باتیں نہ ہوں تو تبلیغ ، اسلامی تعلیم ، اور ظاہری عبادات بیکار ہو کر رہگئی ہیں ، اصل روح جو اللہ کا خوف ہے اور جسے تقوی کہا گیا ہے نہ ہو تو پھر نام کا مسلمان نہ حرام و منہیات سے پرہیز کرسکتا ہے نہ رشوت ، چوربازاری اور دوسرے ذمائم سے احتراز کر سکتا ہے ، اور ایسے افراد پر مشتمل معاشرے میں نہ انصاف و عدل ہوسکتا ہے نہ نظم و نسق ، سارا شیرازہ انتشار و اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے اور ہر طرف لوٹ کھسوٹ اور رشوت و استحصال کا بازار گرم ہوجاتا ہے ، پھر نہ اخلاق فاضلہ کا وجود ملتا ہے اور نہ ظاہری نماز روزہ ، ظاہری دینداری لوگوں کو رشوت خیانت اور دوسری برائیوں سے بچاسکتی ہے ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آج اگر ہم میں پھر یہ احساس پیدا ہو جائے کہ اسلام نام ہے احکام خداوندی کے بجا لانے کا ، اور ان خداوندی احکام میں صرف نماز روزہ اور حج ہی نہیں ہیں، بلکہ فرائض خمسہ کے ساتھ ایثار و رواداری برتنا ، دوسروں کے حقوق کی نگہداشت ، حق تلفی ، تعصب دینی ، رشوت ، چور بازاری ، خیانت و جرائم اور ہر قسم کے استحصال سے بچنا بھی داخل ہیں ، تو نہ صرف یہ کہ ملک کی اقتصادی حالت بہتر ہو جائے اور لوگ آرام اور خوشی کی زندگی بسر کرنے لگیں، بلکہ ایسے افراد پر مشتمل جو معاشرہ وجود میں آئیگا، وہ باوجود قلیل ہونے کے سارے عالم اور اقوام عالم کا رہنما بن جائیگا ، یہی تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کے قول 'لها ما کسبت، وعليها ما اکتسبت کی، ہر نفس کو اس کے اچھے اعمال کا نیک بدلہ ملیگا اور ہر نفس کو اسکے برے اعمال کا برا خمیازہ بھگتنا پڑیگا ،

سورۂ فاتحہ کی تفسیر ، امام الہدی ابو منصور ماتریدی کی تاویلات اہل السنہ سے ماخوذ قارئین کرام کے لئے اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کی جاتی ہے ، اس امید کے ساتھ کہ اللہ جل شانہ، اپنے کلام کی برکت سے امت مسلمہ کو پھر توفیق دے کہ کتاب الہی کے احکام کو اپنا لائحۂ عمل بنائیں ، اور اسلام کے ان قوانین پر عمل کرنے لگیں جنکو پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ صدی پیشتر دنیا کے سامنے پیش کیا اور جن کو عمل میں لا کر عرب کے گڈریے مسند حکومت کے مالک اور اقوام عالم کے سلطان بن گئے ،

وباللہ التوفیق ، واللہ اعلم و ہو خیر رفیق ،

کمترین

محمد صغیر حسن معصومی

ڈائرکٹر

ادارۂ تحقیقات اسلامی،

اسلام آباد

اگست ۱۹۷۱ ع

جمادی الثانی ۱۳۹۱ ھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاویلات اهل السنہ

یا

تفسیر ابی منصور ما تریدی

(تصویر نسخہ کوپریلی رقم ٤٧ ،

الصفحہ ١)

سورة فاتحة الکتاب

قوله عزوجل الحمد لله احتمل ان یکون جل ثناؤه حمد نفسه لیعلم الخلق استحقاقه الحمد بذاته فیحمدوه ، فان قیل کیف یجوز ان یحمد نفسه ، و مثله فی الخلق غیر محمود ، قیل له : لو جهین ، احدهما انه استحق الحمد بذاته لا بأحد لیکون فی ذلك تعریف الخلق لما یزلفهم لدیه بما اثنی علی نفسه لیثنوا علیه ، وغیره انما یکون

سورهٔ فاتحہ کی تفسیر

اللہ عزوجل کے قول ''الحمدللہ،، کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ بزرگ و برتر نے خود اپنی تعریف اس لئے کی ہے کہ اپنی مخلوق کو یہ سکھائے کہ اللہ جل ثناؤہ اپنی ذات سے حمد کا مستحق ہے لوگوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد میں مشغول ہو جائیں۔

اگر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اللہ تعالی کا اپنی تعریف کرنا کیونکر جائز ہے جب کہ مخلوقات میں کسی کا اپنی تعریف کرنا پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا۔

جواب میں دو وجہیں بیان کی جاتی ہیں:
پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کسی کے توسط کے بغیر بذاتہ حمد کا مستحق ہے اپنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذلك له به جل وعز فعليه توجيه
الحمد اليه لا الى نفسه ، اذ نفسه
لايستوجبه بها بل بالله تعالى.

و الثانى ان الله تعالى حقيق
لذلك اذ لاعيب يمسه ولا آفة
تحل به فيدخل نقصانا فى ذلك ولا
هو خاص بشئ ، والعبد لا يخلو عن
عيوب تمسه و آفات تحل به ، ويمدح
بالايتمار ويذم بتركه و فى ذلك
يمكن النقصان و هو لمثله الفزع
الى الله والتضرع اليه ليتعمده
برحمته و يتجاوز عن صنيعه . وعلى
ذلك معنى التكبير نحمد به ربنا
ولا نحمد غيره ، اذ ليس للعبد بمعنى
يستقيم بكبره اذهم جميعا اكفاء
من طريق المحبة والخلقى وما

حمد کے بیان کرنے میں اللہ تعالی اپنے پیدا کردہ لوگوں کو ایسے نکتے سے متعارف کرتا ہے جو انہیں اپنے پروردگار سے قریب کر دے اسطرح کہ اس نے اپنی ثنا کی تاکہ ساری خلقت اس کی ثنا کرے ، اور باری تعالی کے سوا دوسرے کی تعریف اللہ عزوجل ھی کے واسطے سے ھوسکتی ھے ، تو غیر حمد کا مستوجب اپنے کو نہیں اللہ ھی کو قرار دے سکتا ھے۔ کیونکہ وہ اسکا مستحق بذاتہ نہیں بلکہ اللہ تعالی کی وساطت سے ھے۔

دوسری وجہ اپنی حمد کرنیکی یہ ھے کہ اللہ تعالی حمد کا مستحق ھے کیونکہ اس میں نہ کوئی عیب پایا جاتا ھے نہ اس پر کوئی آفت نازل ھو سکتی ھے ، تو اس میں نہ کوئی کمی واقع ھوسکتی ھے نہ یہ حمد کسی شئے کے ساتھ خاص ھے ۔ (اس کے برخلاف) بندہ عیوب سے خالی نہیں اور ناگہانی آفتونکا نزول اس پر ھونا رھتا ھے ، حکم بجا لانے پر حمد کا مستحق ھوتا ھے اور کسی حکم کے چھوڑنے پر ذم کا مستحق ھوتا ھے ، (نیز) اسکی مدح میں کمی ممکن ھے ، تو ایسے بندے کے لئے لائق ھے کہ اللہ تعالی کی طرف خشوع و خضوع کے ساتھ متوجہ ھوجائے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادرك أحد منهم من فضيلة او رفعة فبالله ادركه لابنفسه، فعليه تنزيه الرب والفزع اليه بالشكر لابالتكبر على امثاله، والله عن هذا الوصف متعال.

و يحتمل ان يكون قوله الحمد لله على اضمار الامر: اى قولوا الحمد لله، لان الحمد يضاف الى الله فلابد من ان يكون له علينا، فأمر بالحمد لذلك.

ثم يخرج ذلك على وجهين: احدهما ماروى عن ابن عباس رضى الله عنه انه قال: الحمد لله اى الشكر لله بما صنع الى خلقه فيخرج تاويل، لانه على هذا الترتيب على الامر بتوجيه الشكر اليه، وذلك يتضمن الأمر ايضا بكل الممكن من الطاعة

اللہ تعالی اپنی رحمت میں اسے چھپالیگا اور اسکی کارستانی سے درگزر کرے گا۔

اسی طرح تکبیر کا معنی (واضح ہو جاتا ہے) کہ ہم اپنے پروردگار کی تعریف اس کی بڑائی کے ساتھ کرتے ہیں، دوسرے کی تعریف نہیں کرتے۔ کہ بندے کے لئے اسکی بڑائی کا مفہوم درست نہیں، کیونکہ سب بندے محبت و خلقت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ ان میں سے کوئی فضیلت و رفعت حاصل کرتا ہے تو اپنی طاقت سے نہیں بلکہ اللہ تعالی کے (فضل و کرم) سے حاصل کرتا ہے۔

لہذا بندہ پر واجب ہے کہ اپنے پروردگار کو ناشایستہ اوصاف سے منزہ اور پاک رکھے اور شکر کے ساتھ اس کے آگے جزع وفزع کرے اپنے جیسے لوگوں پر بڑائی نہ چاہے، اللہ تعالی اس وصف سے بالاتر اور بے نیاز ہے،

یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالی کا قول الحمد للہ صیغہ امر کے اضمار کی تقدیر پر قولوا کامفعول ہے (یعنی اے لوگو! کہو ساری تعریفیں اللہ ہی کو سزا وار ہیں) چونکہ حمد کا سزاوار اللہ ہے اسلئے ہمارا فرض ہے کہ اس کی تعریف کریں، تو اسی لئے اللہ تعالی نے حمد کا امر فرمایا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

على ما روى عن النبى عليه السلام انه صلى حتى تورمت قدماه، فقيل له أليس قد غفرالله لك ماتقدم من ذنبك وما تأخر، قال أفلا أكون عبدا شكورا؟ فصير انواع الطاعات شكرا له، فمن أطاع الله تعالى فقد شكرله، فيخرج تاويل الآيه" على هذا ،

والوجه الثانى انه يخرج مخرج الثناء على الله عزوجل والمدح له والوصف بما يستحقه، والتنزيه عما لا يليق به من توجيه التعبر اليه وقطع الشركة" عنه فى الانعام و الافضال على عباده ،

وعلى ذلك ماروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عزوجل يقول قسمت الصلوة بينى وبين عبدى نصفين ، فاذا قال العبد

پھر اس کی دو طرح سے تخریج کی گئی ہے ایک وہ جو حضرت ابن عباس سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا : الحمد للہ کا مطلب ہے کہ شکر اللہ ہی کو سزاوار ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کے ساتھ (سارے احسانات) کیئے ۔ تاویل ظاہر ہے کہ اس ترتیب کی بنا پر یہ امر لازم ہے کہ شکر کو اللہ کی طرف منسوب کریں ، یہ امر اس بات کو۔ بھی شامل ہے کہ ہر ممکن طاعت کی بجاآوری کے ساتھ (شکر ادا کریں) چنانچہ پیغمبر علیہ السلام کے متعلق روایت ہے کہ آپ اس قدر نمازیں پڑھتے کہ آپ کے پانوں متورم ہو جاتے ۔ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ اللہ تعالی نے آپ کے اگلے اور پچھلے سارے گناہوں کو بخش دیا ہے پھر کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں ؟ غرض آپ نے طاعت کی تمام اقسام کو اللہ کے شکر کا طریقہ قرار دیا تو جس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالی کا شکریہ ادا کیا ، اس طرح اس آیت کی تاویل ظاہر ہے ،

دوسری وجہ یہ ہے کہ الحمد للہ اس امر کے قائم مقام ہے کہ ساری ثناء اللہ کے لئے ہے اور ساری مدح اسی کے لئے ہے۔ اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الحمد للہ رب العالمین، قال اللہ تعالیٰ حمدنی عبدی، فجعل الحمد هذا الحرف وصیرہ منه ثناءا لوجهین:

احدهما انه نسب الربوبیة الیه فی جمیع العالم و قطعها عن غیرہ،

والثانی انه سمی ذلک صلاۃ والصلاۃ اسم للثناء والدعاء وذلک خلاف الذم و نقیضه، و فی الوصف بالبراءۃ من الذم مدح وثناء بغایة المدح و الثناء، ولذلک یفرق القول بین المدح والشکر اذا امرنا بالشکر للناس بماجاء عن رسول اللہ علیه السلام ان من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ، صیرہ بمعنی المجازاۃ.

والحمد بمعنی الوصف بما هو اهله، فلم یستحب الحمد الا للہ، و باللہ التوفیق،

ہر اس وصف کے ساتھ جسکا وہ مستحق ہے متصف ہے، اور ہر نا زیبا چیز سے پاک و منزہ ہے، کسی قسم کی تبدیلی اس کے لائق نہیں اور اپنے بندوں پر انعام و اکرام کرنے میں کسی کو اپنا ساجھی اور شریک نہیں بناتا۔

اسی طرح کی روایت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی ہے کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کردیا ہے چنانچہ جب بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس حرف کو حمد قرار دیا اور اس کو اپنے بندے کی طرف سے ثناء بنایا، جس میں دو نکتے ہیں:

ایک نکتہ یہ کہ سارے عالم کی پرورش کرنے کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور اپنے ماسوا سے اس کی نفی کر دی،

دوسرا نکتہ یہ کہ اس حمد کو اللہ تعالیٰ نے صلاۃ سے تعبیر کیا، صلاۃ نام ہے ثناء اور دعاء کا، جو ذم کی ضد اور نقیض ہے، برائی سے بری گرداننے کو مدح و ثنا بلکہ غایت مدح و ثنا کہا ہے، چنانچہ مدح و شکر کے لئے الگ الگ الفاظ ہیں۔ ہم لوگوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وقوله رب العالمين روى عن ابن عباس رضی‌الله عنه انه قال سيد العالمين، والعالم كل من دب على وجه الارض. وقد يتوجه الرب الى الربوبية لا الى السودد، اذ يستقيم القول برب كل شئى من بنى آدم وغيره نحو رب السموات والارضين و رب العرش ونحوه، وغير مستقيم القول بسيد السموات و نحوه، و قد يتوجه اسم الرب الى المالك، إذ كل من ينسب اليه الملك يسمى انه مالكه، ولا يسمى انه سيد الا فى بنى آدم خاصة، واسم الرب يجمع ذلك كله، لذلك كان التوجيه الى (الصفحه) المالك اقرب، و ان احتمل المروى عن ابن عباس رضى الله عنه اذهو فى الحقيقة سيد من ذكر و ربهم، والله الموفق،

کو شکر ادا کرنے کا حکم دیتے ھیں کہ پیغمبر علیہ السلام سے روایت ھے کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر نہیں ادا کرتا، اللہ تعالی نے اسکو جزاء دینے کے معنی میں وضع کیا ھے، الحمد کا مفہوم اس چیز کے ساتھ متصف ھونا ھے جسکا وہ مستحق ھے، تو حمد اللہ تعالی ھی کے لئے سزاوار اور مستحسن ھے، وباللہ التوفیق،

اللہ تعالی کے قول رب العالمین، کے معنی کی وضاحت کے متعلق حضرت ابن عباس سے روایت ھے کہ انہوں نے کہا، اسکا مفہوم سید العالمین، (سارے جہاں کا سردار) ھے اور عالم ھر اس شخص کو کہتے ھیں جو روئے زمین پر رینگتا ھے،

رب، پروردگار، کی توجیہ ربوبیت سے کی جاتی ھے، سرداری سے نہیں، کیونکہ بنی آدم اور غیر بنی‌آدم میں سے ھر شی کے رب کیلئے یہ قول درست ھے، مثلاً آسمانوں اور زمینوں کا رب، عرش کا رب، وغیرہ، اور سید السموات وغیرہ کہنا صحیح نہیں،

اسم رب کی توجیہ مالک سے بھی کی جاتی ھے، کیونکہ جسکی طرف ملک کی نسبت کی جاتی ھے اس کو مالک کہتے ھیں، اور سید [illegible]
(مسلسل)

© rasailojaraid.com